روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 23 جولائی 2014ء 24 رمضان 1435 ہجری 23 وفا 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 168

آخری عشرہ میں اعتکاف

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپؐ کا یہی معمول وفات تک رہا۔ اس کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی ان دنوں میں اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

(بخاری کتاب الاعتکاف ۔باب الاعتکاف فی العشر الاواخر)

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

اعتکاف رمضان کی ایک نفلی عبادت ہے۔ اس لئے جگہ کی مناسبت سے، اس کی گنجائش کے مطابق جو مرکزی (۔) ہیں ان میں یا جو بھی اپنے شہر کی (۔) ہو اس میں بھی حالات کے مطابق اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا زور ہوتا ہے کہ ہم نے ضرور اعتکاف بیٹھنا ہے اور فلاں (۔) میں ہی ضرور بیٹھنا ہے۔ مثلاً ربوہ میں (۔) مبارک میں یا (۔) اقصیٰ میں بیٹھنا ہے یا یہاں (۔) فضل میں بیٹھنا ہے یا (۔) بیت الفتوح میں بیٹھنا ہے۔ اور پھر اس کے لئے زور بھی دیا جاتا ہے، خط پہ خط لکھے جاتے ہیں اور سفارش کرنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں۔ تو یہ طریق غلط ہے۔ دعا کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اعتکاف بیٹھیں گے ان کو لیلۃ القدر حاصل ہو گی اور باقیوں کو نہیں ہو گی۔ کسی خاص جگہ سے تو مخصوص نہیں ہے ہاں بعض جگہوں کی ایک اہمیت ہے اور ان کے قرب کی وجہ سے بعض دفعہ جذبات میں خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سوچ بہر حال غلط ہے کہ ہم نے فلاں جگہ ضرور بیٹھنا ہے۔ بعض دفعہ لوگوں کو صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ پچھلے سال فلاں بیٹھا تھا اس لئے اس سال ہمیں باری دی جائے۔ یا اس سال ہم نے ضرور بیٹھنا ہے۔ یہ دیکھا دیکھی والی بات ہو جاتی ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے والی بات نہیں رہتی۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک رمضان میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد آپ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے اعتکاف بیٹھنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کے اعتکاف کرنے کا سنا تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ حضرت زینبؓ نے یہ خبر سنی تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اگلی صبح دیکھا تو چار خیمے لگے ہوئے تھے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس پر آپؐ کو امہات المومنین کا حال بتایا گیا (کہ ہر ایک نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی خیمہ لگا لیا ہے، اس لحاظ سے کہ آنحضرت ﷺ کا قرب حاصل ہو جائے گا) اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ایسا کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے۔ کیا نیکی نے؟ ان خیموں کو اٹھا لو مَیں ان کو نہ دیکھوں۔ چنانچہ وہ خیمے اکھاڑ دیئے گئے، پھر آنحضور ﷺ نے اس رمضان میں اعتکاف نہ کیا۔ اپنا خیمہ بھی اٹھا لیا۔ البتہ (اس سال) آپ نے (روایت کے مطابق) آخری عشرہ شوال میں اعتکاف کیا۔

(بخاری کتاب الاعتکاف ۔باب اعتکاف فی شوال)

یہ دیکھا دیکھی والی نیکیاں بدعات بن جاتی ہیں۔ آپؐ برداشت نہ کر سکتے تھے کہ بدعات پھیلیں۔ نیکیوں کی خواہش تو دل سے پھوٹنی چاہئے۔ اس کا اظہار اس طرح ہو کہ لگے کہ نیکی کی خواہش دل سے نکل رہی ہے۔ یہ نہ ہو کہ لگ رہا ہو دیکھا دیکھی سب کام ہو رہے ہیں۔ امّہات المومنین بھی یقیناً نیکی کی وجہ سے ہی اعتکاف بیٹھی ہوں گی کہ آنحضرت ﷺ کے قرب میں ان برکات سے ہم بھی حصہ لے لیں جو ان دنوں میں ہونی ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کو یہ برداشت نہ تھا کہ کسی نیکی سے دکھاوے کا ذرا سا بھی اظہار ہوتا ہو۔ ذرا سا بھی شبہ ہوتا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے سب کے خیمے اکھڑوا دیئے۔

پھر آپؐ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اعتکاف کس طرح بیٹھنا چاہئے، بیٹھنے والوں اور دوسروں کے لئے کیا کیا پابندیاں ہیں روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا، آپؐ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا، ایک دن آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا، نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کے لئے قراءت بالجہر نہ کرو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 67 ۔مطبوعہ بیروت)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29-اکتوبر 2004ء ۔الفضل 18-اکتوبر 2005ء)

حضور انور کا خطبہ عیدالفطر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 30 جولائی 2014ء کو خطبہ عیدالفطر ارشاد فرمائیں گے۔ یہ خطبہ عیدالفطر ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر پاکستانی وقت کے مطابق سہ پہر 3:00 بجے لائیو نشر ہو گا۔ احباب اس سے استفادہ فرمائیں۔ جبکہ عیدالفطر کے لئے لائیو خصوصی نشریات 2:30 بجے دوپہر سے 6 بجے شام تک ہوں گی۔

توقعات پر پورا اتریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’تقویٰ پر چلنا، اپنے اعمال کی اصلاح کرنا، اپنے ایمان کے معیار بلند کرنا، یہ باتیں کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں۔ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو اُس کی توقعات پر پورا اترنے کے لئے ہمیں پوری طرح سعی و کوشش کرنی چاہئے۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو ہمیں انجام دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ہر بدی سے ہمیں مکمل طور پر نفرت کا اظہار کرنا چاہئے۔‘‘

(روزنامہ الفضل 25 مارچ 2014ء)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2014ء
مرسلہ: نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ پاکستان)

میٹرک کے نتیجہ کا انتظار کرنے والے طلباء متوجہ ہوں

وہ مخلص نوجوان جو میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں اپنی درخواستیں وکیل التعلیم کے نام مقررہ فارم پر بھجوائیں۔ داخلہ فارم یا اس کی فوٹو کاپی مکرم امیر صاحب ضلع سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ نیز یہ فارم براہ راست وکیل التعلیم کے نام خط لکھ کر بھی منگوایا جاسکتا ہے۔ (وکیل التعلیم تحریک جدید)

اداریہ

قوت ارادی کے کرشمے

مسیح موعود کے حکم اور محبت میں حقہ نوشی ترک کردی

محققین کے مطابق تمباکو کا استعمال سب سے پہلے اہل سپین نے 1492ء میں کیوبا کے مقامی باشندوں سے سیکھا اور پھر اسے یورپ میں متعارف کروایا۔ یورپ سے یہ ترکی، مصر اور ہندوستان آیا اور بہت جلد یہاں اس کا استعمال بڑھنے لگا۔

(ڈاکٹر مبارک علی کی کتاب بازار اور دوسرے مضامین)

یہ ایک ایسا نامراد نشہ ہے جس نے ہزاروں زندگیوں کے چراغ گل کردیئے اور لاکھوں کو ناکارہ بنا دیا۔ اس سے چھٹکارا کوئی آسان کام نہیں مگر حضرت مسیح موعود کی برکت اور اطاعت سے ہزاروں لوگوں نے اس سے نجات پائی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیدنا حضرت مصلح موعود کے خطبات کی روشنی میں عملی اصلاح کا سب سے پہلا اور بڑا محرک قوت ارادی کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ جو اطاعت کے خوگر تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوراً اس سے جان چھڑائی اور گو بہتوں کو اس سے تکلیف بھی ہوئی۔ مگر اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر اور حضور کی دعاؤں سے وہ اس میں کامیاب ہوگئے۔ آج کی اس نشست میں رفقاء مسیح موعود کے چند ایسے ہی واقعات پیش خدمت ہیں۔

حضرت مولوی سکندر علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ قادیان میں آیا ہوا تھا۔ صبح سیر کے لئے حضرت مسیح موعود تشریف لے گئے تو بندہ بھی ساتھ ہولیا۔ بھینی بانگر کے مقابلے پر بسراواں والے راستے جارہے تھے کہ راستے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ جو لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو چھوڑ نہیں سکتے، جن کے چھوڑنے سے کوئی ناراض نہیں ہوتا، جیسے حقہ نوشی، افیم، بھنگ، چرس وغیرہ تو ایسا آدمی بڑی باتوں کو کس طرح چھوڑ سکے گا جس کے چھوڑنے سے ماں باپ، بھائی برادر، دوست، آشنا ناراض ہوں۔ جیسے مذہب کی تبدیلی۔ (یعنی احمدیت قبول کرنا کس طرح برداشت کریں گے۔ اس کے بعد تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں) اگر ان چھوٹی تکلیفوں کو برداشت نہیں کرسکتے تو بڑی تکلیفیں کس طرح برداشت کروگے؟ کہتے ہیں کہ بندہ اُس وقت حُقّہ پیا کرتا تھا۔ اسی جگہ سنتے ہی قسم کھالی کہ حُقّہ نہیں پیوں گا تو اس طرح حقہ چھوٹ گیا۔ پہلے میں زور لگا چکا تھا اور نہیں چھوٹتا تھا۔ (تو یہ وہ تعلق اور محبت تھی جس نے مجبور کیا اور اس برائی سے جان چھٹ گئی)۔

(الفضل 3 جولائی 2012ء، خطبہ جمعہ 11 مئی 2012ء)

حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود بیان کرتے ہیں کہ مجھے حقہ نوشی کی سخت عادت تھی۔ آخر ایک دن چھوڑنے کا مصمم ارادہ کیا اور علاج یہ کیا کہ گھر میں کہلا بھیجا کہ کھانا ہر وقت طیار رہا کرے۔ چنانچہ جب حقہ کا خیال آتا تو گھر میں جاکر کھانا کھا لیتا اس طرح سے حقہ کی عادت بالکل چھوٹ گئی۔

حضرت بابو محمد افضل خان صاحب فرماتے ہیں۔

میں افریقہ میں تھا اور ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور منشی محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار وغیرہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت اقدس کا ایک اشتہار اپنی جماعت کو تنبیہ کے عنوان سے پہنچا۔ جس میں حضرت مسیح موعود نے حقہ نوشی کی مجلسوں میں شریک ہونے والوں سے اظہار رنج فرمایا ہوا تھا۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور منشی محمد ابراہیم صاحب کو حقہ نوشی کی سخت عادت تھی مگر اس اشتہار کو پڑھ کر ہر دو صاحبان نے عزم مصمم کرلیا کہ اب حقہ کشی نہ کریں گے چنانچہ وہ دن اور آج کی گھڑی کہ پھر یہ صاحب حقہ کے نزدیک نہیں گئے۔ (البدر یکم فروری 1904ء صفحہ 11)

حضرت منشی فیاض علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود حقہ نوشی کے عادی تھے۔ جالندھر میں حضرت مسیح موعود نے وعظ فرماتے ہوئے حقہ نوشی کی مذمت فرمائی۔ حضرت منشی صاحب نے حضرت اقدس سے عرض کی کہ حقہ چھوڑنا مشکل ہے دعا فرمائی جائے تو چھوٹ جائے۔ حضور نے فرمایا کہ آؤ ابھی دعا کریں چنانچہ دعا کروائی گئی۔ اس کے بعد حضرت منشی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت نفیس حقہ آپ کے سامنے لایا گیا آپ نے حقہ کی نَے منہ سے لگانی چاہی تو نَے سیاہ سانپ بن کر لہرانے لگی۔ اس سے دل میں خوف پیدا ہوا اور آپ نے سانپ کو ماردیا اور پھر حقہ نوشی نہیں کی اور اس سے نفرت ہوگئی۔

(313 رفقاء صدق و صفا صفحہ 39)

حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کو حقہ نوشی کی عادت تھی۔ چنانچہ جب مصر گئے تو وہاں حقہ کا تمباکو دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اپنی رہائش گاہ کے قریب تھوڑی سی جگہ صاف کرکے اپنی ضرورت کے لئے تمباکو کی کاشت کرلی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ پر ایک مقدمہ ہوگیا اور پریشانی سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ میں ان دنوں بہت پریشان تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود تشریف لائے ہیں اور خواب میں مجھے فرماتے ہیں کہ اب حقہ نہیں پینا اور پھر میں نے خواب میں ہی حقہ کی نڑی اور ٹوپی (چلم) توڑ ڈالی۔ جب میں صبح اٹھا تو خواب کے عین مطابق حضرت مسیح موعود کے ارشاد کی تعمیل میں حقہ نوشی کو ترک کرنے کا فیصلہ کرلیا اور عملاً بھی پہلے اپنے حقے کی نڑی اور پھر ٹوپی توڑ ڈالی اور حقہ نوشی سے ہمیشہ ہمیش کے لئے چھٹکارا حاصل کرلیا اور اس بدعادت سے توبہ کرنے کی برکت سے بعد میں اس مقدمہ سے بھی جان چھوٹ گئی۔ آپ اس میں باعزت طور پر بری کردیئے گئے۔ (تذکرۃ الآباء صفحہ 70 از مبارک احمد ظفر)

حضرت شیخ زین العابدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ حافظ حامد علی صاحب جب قادیان آئے تو حقہ بہت پیا کرتے تھے اور چوری چوری میاں نظام الدین صاحب کے مکان پر جاکر پیا کرتے تھے۔ یہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کے رشتہ دار تھے لیکن بڑے سخت مخالف تھے۔ حضرت صاحب کو بھی پتہ لگ گیا۔ فرمایا میاں حامد علی! یہ پیسے لو اور بازار سے ایک حقہ خرید لاؤ اور تمباکو بھی لے آؤ اور جب ضرورت ہو، گھر میں پی لیا کرو۔ ان لوگوں کے پاس نہ جایا کرو۔ (کیونکہ یہ لوگ تو (دین حق) کے بھی منکر تھے)۔ چنانچہ وہ حقہ لائے اور پیتے رہے۔ مہمان بھی وہی حقہ پیتے تھے۔ چھ سات ماہ کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا میاں حامد علی! یہ حقہ اگر چھوڑ دو تو کیا اچھی بات ہے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ بہت اچھا حضور، چنانچہ انہوں نے فوراً حقہ چھوڑ دیا۔ (الفضل 10 جولائی 2012ء)

احمدیوں کی حقہ سے نفرت اتنی معروف تھی کہ مہاراجہ کپورتھلہ کو بھی معلوم تھا۔

حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رفیق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں بیعت کے بعد کپورتھلہ واپس آگیا۔ ایک دن مہاراجہ صاحب اپنے باورچی خانہ کے قریب سے گزر رہے تھے۔ حقہ پڑا دیکھ کر ناراض ہوئے۔ باورچی نے اپنی جان بچانے کے لئے میرا نام لگا دیا۔ میں اس وقت مہاراجہ کے باورچی خانہ کے حساب کتاب پر ملازم تھا۔ مہاراجہ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو۔ عبدالرحیم قادیان والے مرزا صاحب کے مرید ہیں اور احمدی حقہ نہیں پیتے۔ اس لئے یہ عبدالرحیم کا حقہ نہیں ہوسکتا۔

(تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 389)

حقہ اور سگریٹ وہ منحوس چیز ہے جس سے ہر سال 50 لاکھ سے زائد افراد لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ یعنی ہر 6 سیکنڈ بعد ایک فرد۔ ماہرین کہتے ہیں کہ اگر یہی رفتار رہی تو 2030ء تک 80 لاکھ افراد سالانہ اس کی نذر ہوجائیں گے۔ چند سال قبل مجلس مشاورت ربوہ نے بھی اس کے ترک کرنے کے لئے پُرزور تحریک چلانے کے لئے حضور کی منظوری سے فیصلے کئے اور بہتوں کو اس کو چھوڑنے کی توفیق ملی۔ مگر بہت سے لوگ اب بھی اس کا شکار ہیں اس لئے مناسب ہے کہ وہ بھی قوت ارادی کو مضبوط کریں حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کریں اور خدا کی تائید و نصرت سے اس بیماری کے چُنگل سے نکل آئیں۔

☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

21 تا 23 مارچ 2014ء کو ایم ٹی اے کی قادیان سے خصوصی عربی نشریات اور

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا عربی زبان میں Live خطاب

تاریخ احمدیت کا سنگ میل اور عرب احباب کے محبت بھرے تاثرات

رپورٹ: ابو ہاشم

(قسط دوم آخر)

مکرم ربیع مفلح صاحب۔ کبابیر:

’’حضور انور کے عربی خطاب نے ہمارے اور ان تمام لوگوں کے دلوں پر گہرے نقوش چھوڑے جن کو میں نے یہ خطاب سننے کو کہا تھا۔ حضور انور کے الفاظ کی ادائیگی اور طرز بیان بہت اچھا تھا۔ میری درخواست ہے کہ آئندہ بھی حضور کبھی کبھار عربی میں خطاب فرمایا کریں۔‘‘

مکرم اسحاق صاحب۔ اردن:

’’حضور انور کا عربی میں خطاب سن کر بے اختیار منہ سے نعروں کی صورت میں اللہ اکبر اللہ اکبر نکل گیا۔ سارے گھر والے میرے نعروں کا سبب معلوم کرنے کے لئے جمع ہو گئے اور حضور کا خطاب سننے بیٹھ گئے اور حضور انور واضح اور خوبصورت کلام سے سب بہت محظوظ ہوئے۔‘‘

مکرم الیاس صاحب۔ کینیڈا:

’’حضور کا اس تاریخی موقع پر خطاب کرنا ہم عربوں کے لئے بہت باعث عزت و شرف ہے۔ پھر ساتھ حضرت مسیح موعود کے کلام کا کچھ حصہ سونے پر سہاگہ تھا۔ حضور انور کے کلمات نے دوبارہ ہمیں سستیاں دور کرنے اور اپنی ذمہ واریوں کو سمجھنے کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ ہم ایک بار پھر لبیک لبیک کہتے ہوئے جاء المسیح جاء المسیح کا پیغام دنیا میں پھیلائیں گے۔‘‘

مکرمہ یمنہ صاحبہ۔ فرانس:

’’حضور کے خوبصورت کلام نے ہمارے دلوں کو موہ لیا اور ہمیں گویا حضرت مسیح موعود کے زمانے میں پہنچا دیا۔‘‘

مکرمہ فجر صاحبہ اہلیہ مکرم تمیم صاحب:

’’حضور انور کا عربی میں خطاب سن کر بہت خوشی ہوئی۔ ہم سب حضور انور کی عربوں پر اس ذرہ نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔‘‘

مکرمہ منال موسیٰ اسعد صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شریف صاحب:

’’حضور انور کی زبان سے عربی میں خطاب سن کر میرے جو احساسات ہیں ان کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی۔ حضور انور کا اس تاریخی خطاب پر شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔‘‘

مکرمہ خلود مناع عودہ صاحبہ۔ کبابیر:

’’حضورِ انور کے عربی میں خطاب سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ حضور کے کلمات تمام سننے والوں کے دلوں کی گہرائیوں تک پہنچے، الحمد للہ۔ حضور انور کا خطاب احمدی بلکہ تمام عربوں کے لئے ایک عظیم تحفہ تھا۔‘‘

مکرم معاذ عمر صاحب۔ کبابیر:

’’ہم حضور انور کی آواز پر صدق دل سے لبیک کہتے ہیں۔ جب میں حضور کا خطاب سن رہا تھا تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی خواب دیکھ رہا ہوں اور دل سے دعا نکلی کہ کاش یہ خواب کبھی ختم نہ ہو۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو رواں تھے۔‘‘

مکرمہ نور صاحبہ۔ گھانا:

’’دھڑکتے دلوں کے ساتھ حضور انور کا عربی میں خطاب سنا۔ دعا ہے کہ یہ دن اور یہ خطاب ساری دنیا کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہو اور تمام لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔‘‘

مکرم قاسم صاحب۔ اردن:

’’یوم مسیح موعود کے تاریخی موقع پر آپ نے عربی میں خطاب کر کے جو ذرہ نوازی فرمائی ہے اس پر حضور انور کا ہزاروں بار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اپنے جذبات کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ ہم حضور سے عہد کرتے ہیں کہ ہم خلافت کے ہمیشہ مخلص اور وفادار رہیں گے اور ہر چیز اس راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔

مکرم عصام صاحب۔ مراکش:

’’جب حضور انور عربی میں خطاب فرما رہے تھے تو مجھے حضرت مسیح موعود کا وہ شعر یاد آ رہا تھا جس میں حضور نے فرمایا ہے: عِیْدٌ لِأَقْوَامٍ لَنَا عِیْدَانِ یعنی دوسروں کی تو ایک عید ہے لیکن ہمارے لئے دو عیدیں ہیں۔

مکرم عزالدین صاحب:

’’حضور انور کا عربی خطاب سنا، یوں لگتا تھا جیسے الفاظ حضور انور کے منہ سے نہیں بلکہ دل سے نکل رہے ہوں۔ ان میں سے نور نکل رہا تھا جو ہر طرف پھیل رہا تھا۔‘‘

مکرم ہانی صاحب۔ مصر:

’’میرے خیال میں یہ ایم ٹی اے کا سب سے اچھا پروگرام تھا۔ حضور انور کا عربی میں خطاب ایک خوبصورت surprise تھا۔ خوشی سے دل بلیوں اچھل رہے تھے۔ یوں محسوس ہوا جیسے دل سے ایمان کا ایک چشمہ پھوٹ رہا ہے۔ حضور انور کے کلمات دل میں اترے جا رہے تھے۔ ان کے عجیب اثر سے آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے......‘‘

مکرم عبدالقادر صاحب و فیملی۔ فلسطین:

’’سیدی! آپ کو پہلی دفعہ عربی زبان میں خطاب فرماتے سن کر عظیم فرحت و سعادت کا احساس ہوا۔ جب آپ ’’سیدی و مطاعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے الفاظ ادا فرماتے تھے تو ان کا ہمارے دلوں پر غیر معمولی اثر ہوتا تھا۔ کاش عربوں کو آپ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس عظیم محبت پر اطلاع ہو۔‘‘

مکرم ماہر صاحب۔ سیریا:

’’میں اس خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں اور خوشی سے جھومنے لگا، میری سعادت اور خوشی کے اظہار کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔‘‘

مکرمہ بشریٰ صاحبہ سپین:

’’میں نے خطاب کے دوران الفاظ پر غور نہیں کیا کیونکہ آپ کی آسمانی عربی آواز کو سن کر ہی مخمور ہو رہی تھی اور...... آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ ختم نہیں ہوتے۔ آپ کے شکریہ کا حق ادا کرنے کے لئے تو کئی صفحے چاہئیں۔ آپ کی محبت و شفقت ہمارے لئے والدین سے بھی زیادہ ہے۔‘‘

پھر ایک اور خط میں لکھتی ہیں:

’’سیدی! یہ خط مصر کے چار نونہالان جماعت سارہ، مریم (جو میری بچیاں ہیں) اور ادہم اور سلمی (جو کہ برادرم احمد رضا صاحب کے بچے ہیں) کی طرف سے ہے۔ وہ کہتے ہیں:

حضور ہمیں آپ سے بہت محبت ہے۔ کل ایک بڑی پیاری بات ہوئی کہ آپ کے خطاب سے قبل اچانک لوڈ شیڈنگ کے معمول کے مطابق بجلی منقطع ہو گئی۔ لیکن ہم خاموش بیٹھے رہے اور دعا کرنے لگے اور خدا کی قدرت کہ عین آپ کے خطاب کے وقت صرف نصف گھنٹہ کے بعد بجلی آ گئی حالانکہ عام طور پر بجلی ایک گھنٹے سے زیادہ جاتی ہے۔ ہم نے خطاب سنا اور بہت خوش ہوئے۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں احمدیت کے خادم بنائے۔‘‘

مکرم ہانی طاہر صاحب: لندن

’’سیدی! عظیم الشان تاریخی خطاب کی مبارکباد قبول فرمائیں جس نے ہماری روحانیت میں اضافہ کیا اور ہر احمدی پر اثر انداز ہوا۔ خطاب کا مضمون بہت دلکش تھا اور اس میں منظر کشی بہت پیاری تھی جہاں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا ذکر فرمایا، ایسا خیال کسی ملہم کو ہی آ سکتا ہے۔‘‘

مکرم منصور صاحب، مکرم رضوان صاحب، مکرم بلقاسم صاحب۔ فرانس:

’’حضور آپ کے عربی خطاب نے ہم سب پر بہت اثر کیا ہے اور ہمیں آپ کو لکھتے ہوئے بڑی سعادت کا احساس ہو رہا ہے۔‘‘

محترمہ سریہ ولید صاحبہ۔ کبابیر:

’’اللہ کرے کہ یہ پیغام اس کرہ ارض کے تمام ساکنان کے دلوں میں داخل ہو اور انہیں یقین ہو کہ مسیح آ گیا ہے۔‘‘

مکرم سماح صاحبہ۔ فلسطین:

’’حضور کی زبان سے عربی میں خطاب سن کر جو احساس تھا اس کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ حضور انور کا پہلا جملہ ہی ہمارے لئے اس لحاظ سے کافی تھا کہ جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کم ہے۔ حضور کا خطاب بہت مؤثر تھا۔‘‘

مکرم قاسم صاحب۔ لبنان:

’’حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطاب نے قلب و روح کو نیک اثر، روحانیت اور اطمینان سے بھر دیا۔ حضور انور کی شیریں آواز اور آپ کی زبان مبارک سے عربی کلمات کی ادائیگی نے دل کے تاروں کو چھو لیا، اور یہ بات روحانی سیری کا باعث ٹھہری۔

میں نے اپنے دل میں حضور انور کے دل کی دھڑکن اور سینے کے غم کو محسوس کیا۔ میں نے حضور انور کو دیگر زبانوں میں بھی بات کرتے ہوئے سنا ہے

لیکن عربی زبان میں بات سننے کا اپنا ہی حسن تھا۔''

مکرم ڈاکٹر محمد مسلم صاحب:

''الحمد للہ۔ آج کا دن عربوں کے لئے ایک ایسی یادگار عید ہے جسے کبھی بھلایا نہ جاسکے گا۔

سیدی! آپ پر میرے ماں باپ اور اولاد اور میرا سب کچھ قربان ہو۔ آج ہم آپ سے آپ کی اطاعت کے عہد کی تجدید کرتے ہیں۔''

مکرم نزار نصری صاحب۔ سپین:

''یہ ہمارے لئے ایک اعزاز ہے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی زبان میں حضور انور کے خطاب کو سننے کا موقعہ ملا۔''

مکرمہ شعار صاحبہ۔ سیریا:

''میں اپنے جذبات کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ حضور انور کے عربی خطاب نے ہمارے سینے ٹھنڈے کردیئے۔ ہمیں آج کے دن عید کی سی خوشی ہورہی ہے۔''

مکرم اشرف صاحب۔ فلسطین:

''اے ......! اے امیر القلوب! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ نے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا اور آنکھوں سے آنسو جاری کرادیئے۔

سیدی آپ نے اس خطاب میں ہمیں مددگار بننے کے لئے بلایا ہے، اس کے جواب میں ہم لبیک کہتے ہیں۔ ہم اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تا اسلام کے غلبہ کا خدائی وعدہ پورا ہوسکے۔''

مکرم منصور صاحب۔ لبنان:

''پیارے حضور کے عربی زبان میں خطاب نے ہمارے سینوں میں ٹھنڈ ڈال دی ہے اور ہم چاہتے تھے کہ کاش یہ خطاب چلتا رہتا اور کبھی ختم نہ ہوتا۔''

مکرم طالبی صاحب۔ الجزائر:

''حضور انور کا خطاب ایک سیلِ رواں تھا اور نورٌ علیٰ نور کی کیفیت لئے ہوئے تھا۔''

مکرم یوسف صاحب سیریا:

''حضور انور کے خطاب کی بہت بہت مبارک ہو۔ ہم سب احمدیوں کا فرض ہے کہ آج کے دن حضرت مسیح موعود کی سچائی ثابت کرنے کے لئے پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔''

مکرم نشوان صاحب۔ صنعاء، یمن:

''جب حضور انور نے خطاب شروع فرمایا تو میرے بدن پر ایک عجیب ہیبت، رعب اور کپکپی طاری ہوگئی۔ میرے قلب وروح اور تمام اعضاء میں ایک غیر معمولی احساس کے ڈیرے تھے۔ میرا دل ایک ایسے طائر کے دل کی طرح دھڑک رہا تھا جس نے ابھی ابھی ہواؤں میں پرواز کرنا سیکھا ہو اور وہ چاہتا تھا کہ حضور انور کے کندھے مبارک پر جا بیٹھے اور حضور سے معانقہ کرے اور آپ کے سر مبارک اور چہرہ شریف کے بوسے لے۔

حضور انور کے خطاب کے دوران میں چشم تصور سے ان کروڑہا احمدیوں کو بھی دیکھ رہا تھا جو تمام دنیا میں حیرانی اور تعجب کی تصویر بنے ٹی وی کے سامنے ایسے بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ اس تصور نے میری آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر دیا اور ایک عجیب سرور وخشوع کی کیفیت طاری ہوگئی۔''

مکرمہ اسماء صاحبہ۔ فلسطین:

''حضور انور کا عربوں سے عربی زبان میں خطاب ایک انمول تحفہ تھا۔ عربوں کی حالت پر آنکھیں اشکبار ہیں۔ آج عربی امت عزتوں کے بعد ذلتوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گری ہوئی ہے۔ اب حضور انور کے خطاب نے اس امت کو دوبارہ عزت کی امید دلائی ہے۔ اب عربی امت کو چاہئے کہ اپنی نیند سے بیدار ہوجائے اور اس پیغام کو سنے۔

حضور انور کے خطاب کے بعد مجھے اپنے عربی ہونے پر مزید فخر ہونے لگا ہے۔''

محترمہ بثینہ منصور عودہ صاحبہ۔ کبابیر:

''حضور! جب ہم نے یہ عظیم خوشخبری سنی کہ حضور ہم سے عربی میں خطاب فرمائیں گے تو یوں لگا کہ عید دوبارہ آنے والی ہے۔ چنانچہ میں نے عید کی تیاری کے لئے گھر کی صفائی کی اور اپنے حبیب حضور انور کے عربی میں خطاب کا انتظار کرنے لگی۔ ہم نے حضور کے الفاظ کو دلوں میں اترتے دیکھا۔ اور ان مبارک کلمات کے ساتھ دل خوشی سے رقص کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق میں اضافہ ہوا، میں نے محسوس کیا کہ اب مزید کسی دنیا کی ضرورت نہیں۔ اس محبت کے دائمی ہونے اور استقامت اور روحانی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔''

محترمہ سید صاحب۔ مصر:

''حضور آپ کا جلیل القدر خطاب سن کر قرآنی آیت (وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ) ذہن میں آئی۔ اس خطاب کی تیاری کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عاشق صادق مسیح موعود کی برکات نظر آتی ہیں۔''

محترمہ جنان صاحبہ۔ سیریا:

''حضور! چند گھڑیوں نے ہمارے جذبات کو ہلا دیا ہے، ایسی عظیم الشان نعمت ہمارے گھروں میں اتری کہ گویا حضرت امام مہدی کی روح ہمارے جسموں میں حلول کر آئی ہے ...... یہ عظیم الشان گھڑیاں محض چند سیکنڈوں میں ہی گزر گئیں، میرے دل نے آپ کے سورج سے نور حاصل کیا اور میرا نفس آپ کے بدر سے منور ہوا۔

حضور آپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کلام فرمانے کی مہک سب جگہ پھیل گئی اور اس زمانہ کو یاد کرکے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے، آپ نے اس خطاب سے ہمارے سینوں کو شفا بخشی ہے۔ سب گھر والے اور دوست احباب خوش ہیں جبکہ دشمنوں کے مونہوں پر تاریکی چھاگئی ہے۔

سیدی، ہم احمدی تو آپ کی طرف محبت اور اطاعت کے جذبات سے کھچے چلے آتے ہیں پس اے سیدی ہمیں اپنی باران شفقت سے محروم مت رکھئے، اور بار بار ہمیں اپنے نور سے منور فرمایئے۔ آپ ہمارے جسموں کی روح ہیں۔ خدا کی قسم اگر ہمیں طاقت ہوتو آپ کے پاس گھٹنوں کے بل چل کر حاضر ہوجائیں۔ آپ نے ہمارے دلوں کو خدا اور رسول کی محبت سے بھر کے، قرآن کریم کی طرف راغب فرماکے، اور ہمارے لئے فضیلتوں کی شمعیں جلاکر ہمیں کفر وجہالت کی تاریکیوں سے بچالیا۔ اور ہمارے ہاتھ پکڑ کر رضا اور ہدایت اور ایمان کے رستوں پر گامزن فرمادیا ہے۔

حضور نے اتنی مصروفیات کے باوجود ہمارے اکرام کے لئے وقت نکالا ہے تو ہم ان شفقتوں اور مہربانیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔''

مکرمہ نور صاحبہ۔ گھانا:

''حضور انور کے کلمات ہمیشہ کی طرح ہمارے دلوں میں اترتے چلے گئے لیکن اس بار ان کے ساتھ مسرتوں کے آنسو بھی جاری تھے کیونکہ حضور انور کی زبان مبارک سے یہ کلمات ہماری عربی زبان میں ادا ہورہے تھے، ان کی مٹھاس کو محسوس کر کے حضور انور سے ملاقات کا شوق مزید بڑھ گیا۔''

مکرمہ حسنیٰ صاحبہ فلسطین:

''اس خطاب سے خلافت کی عظمت اور حضرت مسیح موعود کے پیغام کی عظمت مزید روشن ہوگئی ہے......''

مکرم غانم احمد صاحب۔ اردن:

''ہمیں حضور انور کے عربی زبان میں خطاب کی اشد ضرورت تھی۔ اور قرآن و نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں حضور کا خطاب ہمارے لئے عظیم فرحتوں اور خوشیوں کا موجب بنا۔ حضور انور کے ایم ٹی اے پر عربی زبان میں خطاب کا عربوں پر خصوصاً اور پوری دنیا پر عموماً غیر معمولی اثر پڑے گا۔''

محترمہ رائدہ موسیٰ صاحبہ۔ کبابیر:

''حضرت اقدس مسیح موعود کے یہ الفاظ میں نے قبل ازیں بھی کئی مرتبہ پڑھے اور مختلف پروگراموں میں سنے بھی ہیں لیکن حضور انور کی زبان مبارک سے ان کی اور ہی شان اور تاثیر تھی اور غیر معمولی وزن تھا۔ مجھے عربی زمان سے پہلے ہی بہت محبت ہے لیکن حضور کی زبان مبارک سے سن کر یہ محبت بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے خطاب کا حرف حرف سنا اور ایسا لگ رہا تھا کہ میں کسی اور ہی دنیا میں ہوں اپنے گھر میں نہیں ہوں۔''

مکرم علاء صاحب واہلیہ محترمہ قمر صاحبہ سعودیہ:

''حضور! ایک خواب تھا کہ ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو عربی میں خطاب فرماتے سنیں اور بغیر کسی مترجم کی وساطت کے براہ راست حضور کے الفاظ سے حظ اٹھائیں۔ خدا تعالیٰ نے یوم مسیح موعود کے موقعہ پر اس خواب کو حقیقت میں بدل کر دکھا دیا۔''

مکرم ہانی صاحب۔ مصر:

''حضور کی زبان مبارک سے عربی میں خطاب سن کر بہت خوشی اور سعادت کا احساس ہوا، خدا جانتا ہے کہ ہمیں آپ سے کتنی محبت ہے اور آپ کی ہمارے دلوں میں کس قدر عزت ہے۔''

محترمہ غادہ صاحبہ اہلیہ مکرم غانم احمد صاحب، وعروب و نور الہدیٰ صاحبہ اردن:

''حضور آپ کے اس عظیم الشان خطاب کا بڑی شدت سے انتظار رہا اور حضور کا پیغام سن کر بہت مزا آیا اور خوشی ہوئی۔ اللہ کرے کہ اس قسم کے خطابات بار بار ہوں تا ہمارے علم و حکمت میں اضافہ ہو۔''

محترمہ عنایت اسماعیل صاحبہ۔ کبابیر:

''اللہ کرے کہ اس خطاب کا اثر تمام امت پر ہو اور ہم آپ کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں۔''

مکرم فواد صاحب۔ فلسطین:

''سیدی، حضور انور کا عربی زبان میں خطاب فرمانے پر، بہت بہت شکریہ۔

میں شدتِ جذبات کی وجہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور پورے خطاب کے دوران بیٹھ نہ سکا۔ دل کے احساسات وجذبات کو لفظوں میں بیان کرنا محال ہے۔''

مکرم یاسر جلال عودہ صاحب۔ کبابیر:

''حضور انور کا خطاب جب شروع ہوا تو میں کام پر تھا اور میری اہلیہ نے فون کیا۔ میں نے کہا کہ فون کو ٹی وی کے سامنے پکڑے رکھو اور بند نہ کرنا۔ میں نے کام چھوڑ دیا اور سارا خطاب فون پر سنتا اور وفور جذبات سے روتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ ہمیں دکھایا۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ اسے عالم عرب کے لئے بہت برکات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔''

مکرمہ نسمہ صاحبہ۔ مصر:

''حضور! آپ نے جیسے ہی ''إخوانی و أخواتی'' کے الفاظ ادا فرمائے آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے، حضور آپ کا وجود تو ہمارے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔ الحمد للہ کہ اس نے ہمیں امام الزمان کو پہچاننے اور ان پر ایمان لانے کی سعادت سے نوازا۔''

مکرمہ لینا صاحبہ۔ متحدہ عرب امارات:

''جب حضور نے خطاب شروع فرمایا تو شدت ہیبت سے میرا جسم اور دل کانپ کر رہ گئے کہ میں خلیفۂ وقت کو اپنی زبان میں سننے کی سعادت حاصل کر رہی تھی۔ ......خوشی ایسی تھی کہ بیان سے باہر تھی، حضرت مسیح موعود کا کلام پاک ان کے خلیفہ کی زبانی خاتم الانبیاء کی زبان میں، گویا قوت قدسی پر قوت قدسی۔ اللہ کرے کہ اب عرب اس پیغام کی اہمیت کو سمجھ جائیں اور اس عظیم پیغام کے پیرو بن جائیں۔ حضور اب تو ایک ہی خواہش باقی ہے کہ حضور سے بلاد عربیہ میں ملاقات ہو۔''

مکرم الحاج راشد فائز خطاب صاحب۔ کبابیر

حضور! ہم نے آپ کا عربی میں خطاب مکرم مربی صاحب کے ساتھ بیٹھ کر دیکھا......حضور! ہم جہاں کہیں بھی ہوں آپ کے سپاہی ہیں، ہم آپ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہر طرف سے اپنی

روحوں سے آپ کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔"

مکرمہ نجود صاحبہ۔ کینیڈا

"حضور! آپ نے عربی میں ہم عربوں کو مخاطب کرتے ہوئے خطاب فرمایا، الحمدللہ کہ آپ عالم ...... کے حقیقی ہیرو اور بطل ہیں جو اسلام کی نشرواشاعت کے لئے زنگ لگی تلوار نہیں بلکہ حقیقی اور وقت کے مطابق اسلحہ استعمال فرما رہے ہیں۔ اسی طرح ہماری جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب جماعتوں میں امتیازی مقام رکھتی ہے، باقی تمام جماعتیں تفرقہ کا شکار ہیں جبکہ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے سائے تلے متحد ہے اسی لئے ایسے کام اسے کرنے کا موقعہ ملتا ہے جس سے لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔"

مکرم نبیل صاحب۔ فلسطین

"الحمد للہ کہ حضور انور نے یوم مسیح موعود کی نسبت سے ایم ٹی اے براہ راست نشریات میں عربی میں خطاب فرمایا جس میں حضور انور کی عربوں سے بے پناہ محبت چھلک رہی تھی، اس محبت اور اس کی لَو کو محسوس کرتے ہوئے خوشی سے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کو جزائے خیر سے نوازے کہ آپ حقیقت میں 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' کے پیغام کو دنیا میں بہترین انداز میں پھیلا رہے ہیں۔"

مکرم موسیٰ اسعد عودہ صاحب۔ کبابیر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک مرتبہ اشارۃً فرمایا تھا کہ آئندہ زمانہ میں خلیفۃ المسیح عربوں سے عربی میں بھی مخاطب ہوں گے، الحمدللہ کہ حضور انور کے خطاب سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، اور حضور انور نے زرّیں کلمات سے ہمارے دلوں کو جھنجھوڑ کر ہمارے عزائم کو جلا بخشی ہے۔

حضور! آپ کا خطاب ایک سرِعام اعلان ہے کہ ...... کی شان وشوکت کا مدار اب اسی خطاب پر ہے۔ میں بھی احمدیت کے وسیع دائرہ میں اعتکاف کئے بیٹھا ہوں اور میرا سارا عزم اور وفا اسی کے لئے ہے۔"

مکرم ایمن المالکی صاحب۔ کبابیر:

"حضور! آپ نے جو عربی میں خطاب فرمایا اور خصوصاً حضرت مسیح موعود کا جو پیغام عربی میں ہمیں پہنچایا اس کا ہم پر گہرا اثر ہے جو بیان سے باہر ہے اور جس نے ہم میں ایک نئی روح پھونک دی ہے اور جتنی مرتبہ بھی میں اس خطاب کو سنتا ہوں یہی لگتا ہے کہ پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔"

محترمہ سمیہ مسدور صاحبہ وہشام الکداوی صاحب۔ اٹلی:

"حضور کا عربی خطاب سن کے سعادت و فرحت کا احساس ہوا۔

سیدی! جب سے میں نے بیعت کی تو میری دلی تمنا تھی کہ حضور خطاب عربی میں فرمائیں۔ الحمدللہ کہ دلی تمنا پوری ہوئی۔ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک میں خطاب فرماتے سن کر بہت عظیم سعادت کا احساس ہوا، حضور کے عربوں کے لئے اس قدر اہتمام اور ایم ٹی اے العربیہ کے عظیم الشان تحفۃً عطا فرمانے پر حضور کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ۔ خاص طور پر اس خطاب کا یوم مسیح موعود کے موقعہ پر عطا ہونا اور بھی لذت اور فرحت کا رنگ رکھتا ہے۔ مکرم شریف صاحب کا بھی شکریہ جن کے اصرار پر ہمیں یہ عظیم نعمت ملی۔"

مکرم المعز علی بخیت صاحب ہالینڈ:

"یوم مسیح موعود کی مبارک باد قبول فرمائیں، ہم نے تمام پروگرام بڑے شوق سے سنے۔ آپ کا عربی میں غیر معمولی اور عظیم خطاب سن کر بھی خوب محظوظ ہوئے۔ آپ کے خطاب کے دوران خدا کا جلوہ عیاں تھا۔ حضور کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ دلوں پر اس طرح گر رہے تھے جیسے شہد کے قطرے زبانوں پر گرتے ہیں۔ آپ کے اس خطاب کی وجہ سے عربی زبان کو حسن و جمال اور شرف عطا ہوا اور حقیقت یہ کہ آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ کسی بھی زبان میں ہوں ان کا یہی اثر ہوتا ہے اور ہم تو آپ کو روح کی زبان سے سنتے ہیں نہ کہ اس ظاہری زبان سے۔

جہاں تک حضرت اقدس مسیح موعود کے نشانات کا تعلق ہے تو ان کا تو حد وحساب ہی کوئی نہیں۔"

فوزی شوکی صاحب۔ کبابیر:

"جو پیغام آپ نے حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں دیا ہے اس سے لگتا ہے کہ کوئی اہم واقعہ عربوں کے ساتھ ہونے والا ہے۔ کاش یہ لوگ اس ندا کو سنیں لیکن افسوس ہے کہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود دل انکاری ہیں۔"

....

اس کے علاوہ بھی عرب ممالک سے سینکڑوں احباب نے اس معرکۃ الآراء خطاب کے بعد پسندیدگی اور مبارکباد کے پیغامات ارسال کئے جن کو یہاں درج کرنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام میں کسی بھی طور سے معاونت کرنے والوں کو احسن الجزاء عطاء فرمائے اور محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو اس تاریخ ساز موقعہ کا امین بناتے ہوئے اسے مستقبل میں آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور ہم سب کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احباب درج ذیل الیکٹرانک لِنک کے ذریعے اس پیغام سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔

www.youtube.com/mtaonline1

(arabic message تلاش کریں)

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس پروگرام کے نیک و بابرکت نتائج ظاہر فرمائے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے پیغام اور اس پروگرام کے ثمرات سے عرب دنیا کو بالخصوص اور تمام عالم کو بالعموم فیضیاب فرماتا چلا جائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 16، 23 مئی 2014ء)

بچوں کی تعلیم۔ ضروری گزارشات

مکرم پروفیسر محمد اکرام احسان صاحب

بچوں کی پیدائش کے ساتھ ہی ماں، باپ انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے بارہ میں سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ اکثر والدین دنیاوی تعلیم کے سلسلہ میں زیادہ سوچتے ہیں۔

بچے یا بچی کے تین، ساڑھے تین سال کی عمر سے تعلیمی مراحل شروع ہو جاتے ہیں۔ بنیادی تعلیم ذہنی اور جسمانی نشوونما کے لئے ضروری ہے۔

اگر ماں باپ ظاہری کوششوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہیں۔ تو ان کے بچے عموماً اچھے رنگ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

بچوں کو شروع سے ہی سمجھایا جائے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بچوں پر پڑھنے کے لئے شرک کی حد تک سختی نہ کی جائے۔ بچوں کی نشوونما میں بے جا سختی سے رخنے نہ ڈالے جائیں۔ انہیں آزادانہ سوچنے اور سمجھنے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ ہر ماہ ایک دو دن سیر و تفریح کے لئے والدین بچوں کے لئے وقت نکالیں۔

کوشش کی جائے کہ بچہ یا بچی روزانہ ہوم ورک گھر آ کر خود کرلے۔ اس سلسلہ میں والد اور والدہ بچوں کی نگرانی کریں۔

ہوم ٹیوشن سے بچوں کو بچایا جائے۔

شروع ہی سے ٹیوشن کو فیشن کے طور پر بچوں کو اختیار کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

بچوں کو ہر روز آزاد ماحول میں کھیلنے کودنے کے مواقع دیئے جائیں۔ یہ ان کے ہر لحہ تبدیل ہوتے ہوئے اجسام کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

بچہ کا بیت الذکر کے ساتھ حکمت اور نصیحت کے ساتھ دل لگا دیا جائے۔

اسے باور کروایا جائے کہ اس کا ایک خالق ہے، اس کا ایک مالک ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ وہ بندوں سے پیار کرتا ہے۔ ان کی دعائیں سنتا اور انہیں قبول کرتا ہے۔

یسرنا القرآن لازمی طور پر ساڑھے تین یا چار سال کی عمر میں شروع کروایا جائے۔ آہستہ آہستہ سادہ نماز بھی زبانی سکھا دی جائے اور نماز پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔

بچپن کے ابتدائی سات، آٹھ سال میں اچھی عادتیں سکھانے کی صورت میں بچے میں عموماً نرم مزاج، ہنس مکھ، بڑوں کا احترام کرنے والے اور چھوٹوں سے پیار کرنے والے انسان بن جاتے ہیں۔

بولنے کا طریق، کھانا کھانے کے انداز اور اٹھنا بیٹھنا سکھانا، صدقہ جاریہ ہے۔

کالجز میں جب طلباء طالبات میٹرک کے بعد داخلہ لیتے ہیں۔ تو ان کی عادات عموماً راسخ ہو گئی ہوتی ہیں۔ سکول کی زندگی عادات بنانے میں انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ والد اور والدہ کے درمیان خوشگوار تعلقات بچہ یا بچی کی زندگی میں مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔

والدہ پر بچوں کی تربیت کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ والدہ کے قدموں تلے جنت کا ہونا، والدہ پر از حد ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔ ہوش سنبھالتے ہی والدہ کا فرض ہے کہ بیٹے اور بیٹی کو ہر حالت میں سچ بولنے کی تربیت دے۔ جھوٹ سے اجتناب سکھائے۔ چغلی، غیبت اور بدظنی سے پرہیز کرنا سکھائے۔ بچوں میں کسی قسم کے تفاخر جس سے دوسروں کی دلآزاری ہو، پیدا نہ ہونے دے۔ علمی بنیاد پر تکبر، صحت کی بنیاد پر تکبر اور گزرے ہوئے بزرگوں کی بنیاد پر تکبر انسان کی اپنی زندگی کو مسخ کر دیتا ہے۔ ان سب سے بچانا گویا اپنی اولاد کو خدا کی حفاظت میں دے دیتا ہے۔ بچوں کو شروع سے ہی انسانیت سے محبت کا درس دینا چاہئے۔

غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں ابتدائی کی کلاسوں میں مختلف مضامین پڑھانے والے معلمین کے جلد جلد تبادلے طلباء و طالبات کے لئے مفید نہیں ہوتے۔ اس لئے چاہئے کہ ان کلاسوں میں پورا سال ایک ہی معلم پڑھایا کریں۔ اس طرح طلباء و طالبات میں خوداعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ معلم کو علم ہوتا ہے کہ اس نے کتنا کورس پڑھایا ہے اور اب باقی کتنا کورس رہتا ہے جو اسے پڑھانا ہے۔

طلباء نئے ٹیچر کے ساتھ کئی کئی مہینے ایڈجسٹ ہی نہیں کر پاتے اور اس طرح ان کا کافی نقصان ہوتا ہے۔ اس طرح ٹائم ٹیبل مناسب، مختصر اور جامع تدریس پر مشتمل ہونا چاہئے۔ انتظامیہ اور ٹیچر بچوں کی علمی سطح اور لڑکپن کا لازماً خیال رکھیں۔ دماغوں میں علم وقت کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے اور روحانی میدان میں بھی تدریجاً ترقی ہوتی رہتی ہے۔ بچے روبوٹ نہیں ہوتے۔ احساسات اور جذبات رکھتے ہیں۔ وہ نازک پھولوں کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ بڑوں کو ٹوک نہیں سکتے لیکن ان کے رویوں کو گہری نظر سے دیکھتے ہیں۔ ساتویں جماعت تک اس بات پر قطعاً زور نہ دیا جائے کہ بچہ کلاس میں اول آئے یا دوم آئے وغیرہ۔ اس کی قدرتی نشوونما کا بندوبست کیا جائے۔ غذاؤں کا خیال رکھا جائے کہ غذا اس کے جسم کا کیسے مفید حصہ بنے، مدنظر رہے۔

بچے کے لئے کھیل کود بہت ضروری ہے۔ ٹیچر کو بہت قابل احترام سمجھا جائے۔ اس کی عزت نفس کا بے حد خیال رکھا جائے۔

ماں باپ لازماً معلمین کا احترام سکھائیں۔ بچوں کو صاف ستھرا ماحول، اچھے کپڑے، اچھی خوراک مہیا کرنا معاشرہ کی اہم ذمہ داری ہے۔ علم بہرحال اچھی زندگی گزارنے کے لئے تیار کرتا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برسائے۔ آمین

23

سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

مکرم فیض احمد گجراتی صاحب

سحر نگار علامہ نیاز فتحپوری

آخر پنجۂ اجل نے اس نابغۂ روزگار کو دبوچ لیا جو متواتر نصف صدی سے زائد عرصہ تک برصغیر پاک و ہند کے افق ادب پر چھایا رہا۔ وہ عجیب و غریب اور حیرت انگیز انسان علم و ادب کے میدان میں شہرت کی بلندیوں تک پہنچا۔ مگر ان بلندیوں کو چھونے کے لئے اس نے بالکل نرالی راہ نکالی۔ دنیا میں تین ہی قسم کے لوگ معراج شہرت کو پاتے ہیں۔ روحانی رہنما، جنہیں آسمان سے تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور جن کی راہ کی رکاوٹوں کو فرشتے دور کرتے ہیں۔ سیاسی لیڈر جو جماعت اور جتھے اور سیاسی افکار و ذہانت کے بل بوتے پر اپنی راہیں ہموار کرتے ہیں۔ یا پھر فاتحین عالم جو انسانی لاشوں کے میناروں پر کھڑے ہو کر اپنی عظمتوں کا بگل بجاتے ہیں۔ لیکن علامہ نیاز فتحپوری نے بالکل نرالی اور انوکھی راہ اختیار کی۔ اس راہ پر اس کے قدم ارادی طور پر اٹھ گئے تھے یا غیر ارادی طور پر، اس سے بحث نہیں۔ لیکن لاریب وہ ایک نرالی راہ تھی۔ وہ متواتر پچاس سال تک برصغیر کے مذہبی علماء کے دلوں کی پھانس بنا رہا۔ اور اردو ادب کے شہسواروں کا سرخیل رہا۔ آج اردو کا کوئی ادیب زبان سے اقرار کرے یا نہ کرے۔ مگر اس کے نہاں خانۂ دل کے گوشوں اور احساس کی تہوں میں چھپا ہوا یہ اعتراف موجود ہے کہ نیاز فتحپوری نے اپنے سارے دور میں اردو ادب کی صدارتی نشست کے قریب بھی کسی کو پھٹکنے نہیں دیا۔

علامہ نیاز نے ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مدرسہ عالیہ رام پور میں تحصیل علم کے بعد پولیس اور محکمہ تعلیم کی ملازمتوں میں سے گزرتے ہوئے ایوان اردو میں قدم رکھا اور 1920ء میں اپنا مشہور اور معروف رسالہ ’’نگار‘‘ شائع کیا۔ جو 46 طویل سال گزرنے کے بعد مرحوم کی وفات تک اتنے تواتر اور باقاعدگی اور اتنی شان کے ساتھ شائع ہوتا رہا کہ اردو ادب کا کوئی پرچہ اس کے مقابلہ میں نہیں رکھا جا سکتا ’’نگار‘‘ کے صفحات میں علامہ نیاز کے قلم سحر نگار نے وہ گلہائے رنگا رنگ کھلائے ہیں کہ عقل محو حیرت ہو جاتی ہے کہ ایک اکیلا شخص علم و ادب کے میدان میں کس طرح عمر بھر سرپٹ دوڑتا رہا یوں کہ تعاقب کرنے والے تھک تھک کر واپس ہو جاتے رہے۔

ہمیں اس سے بحث نہیں ہے کہ علامہ نیاز کے مذہبی خیالات اور رجحانات کیا تھے۔ اور نہ اس سے کوئی غرض ہے کہ مذہبی مسائل میں نیاز کی راہ حقیقت پسندانہ تھی یا نہ تھی۔ لیکن ان کو جاننے والا ہے کوئی انسان جو حقیقت کے ساتھ یہ کہہ سکے کہ نیاز نے جو راہ اختیار کی وہ اس پہ مضبوطی سے قائم نہ رہا۔ بلاشبہ وہ ایک مضبوط ارادے اور غیر متزلزل کردار کا مالک تھا۔ آپ اسے خاطی کہہ سکتے ہیں۔ آپ اسے غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں۔ آپ اسے جادہ مذہب حقیقی سے منحرف ہونے والا کہہ سکتے ہیں۔ لیکن آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے اس میں اس کی مضبوط قوت ارادی کار فرما تھی جو قدرت کی طرف سے خاص انسانوں کو ودیعت کی جاتی ہے۔ ہندوستان بھر کے علماء کے بالمقابل وہ تن تنہا متواتر پچاس سال تک اپنے قلم کی تلوار لئے کھڑا رہا۔ اور ھل من مبارز؟ کا نعرہ لگاتا رہا۔ وہ ایک نرالے حسن بیان کے ساتھ، ایک انوکھے اسلوب تحریر کے ساتھ، ایک حیرت انگیز طریق تخاطب کے ساتھ نگار کے صفحات پر چھپتا رہا۔ اس کی تحریر کی سج دھج میں وہ کشش تھی کہ علم دوست طبقہ اس کی طرف کھنچا چلا آیا۔ اس کے قلم میں وہ مقناطیسیت تھی کہ ادب نواز حلقے اسے اردو ادب کا امام مانتے تھے۔ پھر دل پر ہاتھ رکھ کر کہئے کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ نیاز کو کافر و ملحد کہنے والے بھی ہر ماہ نگار کی راہ میں آنکھیں بچھاتے تھے۔

اس نے مخالفتوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں سے گزر کر اپنے لئے روشنی کے مقامات مردانہ وار پیدا کئے۔ اور اپنے عزم و ارادے کی مضبوطی اور جرأت رندانہ کے بل پر اپنے لئے ایک مقام پیدا کیا جو صرف اور صرف نیاز ہی کے لئے مخصوص تھا۔ اور جو 26 مئی 1966ء کو اس کے ساتھ ہی دفن ہوا۔ یوں تو نگار کے ہزاروں صفحات اپنے دامن میں ادب اردو کے شہ پارے سمیٹے ہوئے ہیں۔ لیکن نیاز کے قلم کی جولانیاں دیکھنی ہوں تو ’’شہاب کی سرگزشت‘‘ اور ’’من و یزداں‘‘ کے اوراق میں جوش مارتی ہوئی نظر آئیں گی علم و ادب کے ہر موضوع پر نیاز نے خامہ فرسائی کی ہے۔ اور اسے ہر موضوع پر پڑھتے وقت ایک قاری یوں محسوس کرتا ہے کہ وہ انسائیکلو پیڈیا پڑھ رہا ہے۔ قوت تحریر اور اسلوب نگارش کے ایسے ہتھیار قدرت نے نیاز کو عطا کئے تھے جن سے یہ اپنے ہر قاری کے دل پر گہرا زخم لگاتا تھا۔ لیکن آہ! آج وہ نیاز نہ رہا۔

انسائیکلو پیڈیا کے ذکر سے یاد آیا کہ 1962ء میں لاہور کے ایک مشہور ادیب و شاعر کی ملاقات کے بعد جب نیاز کا ذکر چل پڑا تو اس نے کہا کہ نیاز تو محض انسائیکلو پیڈیا کے بعض اقتباسات کے ترجمے شائع کرتا ہے۔ ورنہ اس کا مبلغ علم درحقیقت کچھ نہ تھا۔ میں نے عرض کیا، لیکن آپ نے اس ترجمہ کی زحمت کیوں گوارا نہ فرمائی۔ (میں ان صاحب کا نام نہیں لوں گا) لیکن حقیقت یہ ہے کہ نیاز کے مقابلے میں یہ تمام کھلاڑی چیمپئن شپ ہار چکے ہوئے تھے اور اپنے احساس کمتری کو چھپانے کے لئے اس قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ ’’شہاب کی سرگزشت‘‘ انسائیکلو پیڈیا کے کون سے باب کا ترجمہ ہے؟

یوں تو غائبانہ طور پر میں علامہ نیاز سے متعارف تھا اور ان کی ادبی رفعت اور قابلیت کا معترف و معتقد تھا۔ لیکن مرحوم سے ذاتی تعارف کی ابتداء ستمبر 1959ء میں ہوئی جب میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں لکھنؤ میں ان سے ملا۔ مرحوم نے وسط 59ء میں اپنے مؤقر رسالہ ’’نگار‘‘ میں احمدیت کے حق میں زوردار نوٹ لکھا تھا۔ اور مجھے سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر بھی انہیں پہنچانا تھا۔

احمدیت کا حق و صداقت پر مبنی لٹریچر پڑھنے کے بعد علامہ نیاز کے خیالات اتنے زیادہ متاثر ہوئے تھے کہ انہوں نے نگار کی متعدد اشاعتوں میں احمدیت کے حق میں نہایت مدلل اور زوردار نوٹ لکھے جس کے لئے مرحوم کو بے شمار اعتراضات کا مقابلہ بھی کرنا پڑا۔ مگر نیاز جیسا ناقابل شکست انسان بھلا ان اعتراضات کی کیا حقیقت سمجھتا تھا، جواب در جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اور نیاز اپنے پُرشوکت قلم سے احمدیت کے حق میں وہ کچھ لکھ گیا جو آج تک کسی غیر احمدی عالم نے نہیں لکھا تھا۔ گویا احمدیت کی حقیقت اور فعالیت کے اعتراف اور اظہار کے لئے جس جرأت رندانہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ تو صرف نیاز ہی کا حصہ تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور خاکسار کے ساتھ نیاز صاحب کی باقاعدہ خط و کتابت آخر تک جاری رہی۔ اور ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی شہرہ آفاق تصنیف تفسیر کبیر کے مطالعہ کے بعد تو علامہ نیاز کے اندر اتنا تغیر واقع ہوا تھا کہ انہوں نے صاحبزادہ صاحب موصوف کے نام اپنے خطوط میں نہایت نیازمندانہ طور پر اس کا اظہار کیا اور اس تصنیف کو دنیا کا عظیم ترین علمی کارنامہ قرار دیتے ہوئے یہاں تک لکھا کہ اس تفسیر کے مطالعہ کے بعد تو میرے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ میری زندگی کاش آج سے شروع ہوئی ہوتی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ خط و کتابت کا ایک حصہ جسے خاکسار نے مرتب کیا تھا۔ نظارت دعوت الی اللہ کی طرف سے 1959ء میں سائیکلو سٹائل مشین پر چھاپ کر بعض جماعتوں کو بھجوایا بھی گیا تھا۔ لیکن کچھ حصہ ایسا بھی ہے جو ابھی منظر عام پر نہیں لایا گیا۔

جولائی 1965ء میں علامہ نیاز، صاحبزادہ صاحب موصوف کی دعوت پر قادیان بھی تشریف لائے اور صدر انجمن احمدیہ کے ادارہ جات کو دیکھ کر بے حد متأثر ہوئے اور جب انہوں نے تعلیم الاسلام کالج اور سکولوں اور جامعہ احمدیہ کی عمارات دیکھیں اور ربوہ کے تعلیمی اداروں اور ممالک بیرون کے مشنوں کے حالات سنے تو انہوں نے فرمایا کہ ایک چھوٹی سی جماعت کا ستر سال کی قلیل عمر میں اتنا بڑا کام کرنا واقعی محیر العقول ہے اور خدائی تائید کے بغیر یہ کارنامہ انجام نہیں دیا جا سکتا تھا۔ مرحوم ان تعلیمی انتظامات سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ ان کے دو فرزندوں کو جماعت احمدیہ کے زیر نگرانی تعلیم دلائی جائے۔ افسوس حالات نے ان کو لکھنؤ سے کراچی چلے جانے پر مجبور کر دیا اور اس تجویز پر عمل نہ ہو سکا۔

1947ء کے پرآشوب زمانہ میں قادیان کے اندر درویشوں کے قیام سے بھی بہت متاثر ہوئے۔ وہ جب قادیان تشریف لائے تو میں ان کے استقبال کے لئے امرتسر گیا ہوا تھا۔ امرتسر سے ٹیکسی میں ہم قادیان آرہے تھے کہ راستہ میں علامہ نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ تقسیم ملک کے وقت جبکہ واہگہ سے انبالہ اور سہارنپور تک سارا علاقہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا تھا تو قادیان میں تھوڑی سی تعداد میں درویشوں کا ٹھہر جانا کیونکر ممکن ہوا۔ یہ سوال واقعی بڑا اہم تھا۔ مگر مجھے اپنی کم علمی کا اعتراف کر لینا چاہئے کہ میں اس سوال کا جواب نہ دے سکا۔ کیونکہ میں اس کا جواب نہیں جانتا تھا اور آج بھی نہیں جانتا۔ چنانچہ میں نے یہی کہا کہ یہ راز تو ہم کو خود آج تک معلوم نہیں کہ یہ کیونکر ممکن ہوا اور خدائی تقدیروں کے راز کو کون جان سکتا ہے۔ علامہ نے فرمایا، یہ درست ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ وفاداری کے سخت ترین امتحان میں کامیاب رہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب اور راقم کے ساتھ علامہ کی خط و کتابت آخر تک جاری رہی۔ اور دوستانہ مراسم قائم رہے۔ چنانچہ علامہ نے نگار کا جو ’’نیاز نمبر‘‘ دو ضخیم جلدوں میں نکالا تھا اس میں اپنے خاص دوستوں کی فہرست میں صاحبزادہ صاحب موصوف اور خاکسار کا نام بھی درج کیا۔

بہرحال دنیائے علم و ادب کی ایک حیرت انگیز اور عظیم شخصیت اس دنیائے فانی سے اٹھ گئی۔ مگر اپنے پیچھے منطق اور استدلال کے بے شمار نقوش چھوڑ گئی۔ ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

(بدر 2 جون 1966ء)

خدا تمہیں بلا رہا ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بیان فرماتے ہیں۔

"خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے...... خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت ﷺ کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔...... (آل عمران:32)

یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف و گزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوت جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی، بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔ تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلی کے ساتھ اس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے ایسا ہی خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ 64)

میری والدہ۔ مکرمہ منور رشید صاحبہ کا ذکر خیر

س۔ لقمان

میری امی خدا تعالیٰ سے بہت پیار کرتی تھیں۔ وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے بے پناہ پیار کا اور خدا تعالیٰ سے بیش بہا مانگنے کا سبق دیتی تھیں۔ وہ کہا کرتی تھیں خدا تعالیٰ سے دعائیں بھی قیامت تک کی نسلوں کے لئے مانگا کرو۔

امی جان کو قرآن مجید سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ ہمیشہ قرآن مجید کو ترجمہ سے پڑھتیں اور اس میں بیان تمام احکام پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتیں۔ آپ نے ایم اے عربی کیا تھا اور قرآن کریم کو گرامر کے ساتھ سمجھتی تھیں۔ آپ اپنی آخری عمر تک ترجمۃ القرآن کلاسیں لیتی رہیں۔

آپ احادیث اور تصانیف حضرت مسیح موعود کا مطالعہ کرتی رہتیں۔ کہا کرتی تھیں کہ مجھے ہر دفعہ پڑھ کر نئی لذت محسوس ہوتی ہے اور نئی بات سمجھ آتی ہے۔ امی جان کو خلافت سے بے حد محبت تھی۔ خلیفہ وقت کی فرمودہ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی نہ صرف اپنی طرف سے بروقت اور باقاعدگی سے کرتیں بلکہ بزرگان دین سے لے کر اپنے مرحوم والدین تک کے بھی چندہ جات ادا کرتیں۔ انہیں اپنی زندگی میں بہت سارے جماعتی عہدوں (سیکرٹری مال، نگران حلقہ، صدر لجنہ شہر اوکاڑہ، صدر لجنہ ضلع اوکاڑہ، صدر لجنہ ہالینڈ) پر خدمت کی توفیق ملی اور ان کاموں کے علاوہ ان کا سب سے پسندیدہ کام دعوت الی اللہ تھا وہ ہر جگہ دلیری سے دعوت الی اللہ کیا کرتیں۔ اپنے عمل اور اخلاق سے بھی دعوت الی اللہ کیا کرتیں اور دعا کرتیں اور بعد میں جب خدا تعالیٰ انہیں پھلوں سے نوازتا تو بہت خوش ہوتیں اور خدا کے محض فضل سے ان کے حاصل کردہ پھل بھی بہترین داعی الی اللہ ہیں۔

امی جان بالکل تنگ نظر نہ تھیں۔ وہ در حقیقت انسانیت سے پیار کرتی تھیں۔ وہ ہمیشہ ہم سب بچوں کو نافع الناس بننے کی دعا دیتیں۔ وہ اپنے عمل سے ہمیشہ ہمیں نیکی اور تقویٰ کے کاموں کی رغبت دیتیں اور ہمیں تلقین کرتیں کہ اپنی زندگیاں بامقصد بناؤ ہر دن عمر گھٹ رہی ہے۔ انسانیت کے لئے کچھ ایسا کر جاؤ جسے ہمیشہ اچھے لفظوں میں یاد رکھا جائے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جائے۔

ان کی طبیعت میں سادگی اور عاجزی تھی۔ بالکل تکلف نہیں کرتی تھیں۔ ان میں مہمان نوازی حد سے بڑھ کر تھی۔ امی جان کے خدمت خلق کے واقعات میری یادداشت میں اتنے زیادہ ہیں کہ سب کا ذکر کرنا میرے لئے اس وقت ناممکن ہے۔ لیکن اگر میں ان کی مخلوق خدا کی خدمات کا مختصر جائزہ لوں۔ تو ان کی مالی خدمت سرفہرست ہے۔ جو انہوں نے جماعت میں بھی کی اور جماعت سے باہر بھی انسانیت کو بچانے والے ٹرسٹ میں بھی Donation دیئے اور جانوروں کی خدمت کرنے والے ٹرسٹ کو بھی Donation دیئے۔ کسی کو زمین دلا کر مدد کی تو کسی کو زیور دے کر کسی کی شادی میں مدد کر کے تو کسی کو مفت تعلیم دے کر کسی کی ماہانہ مدد Fix کر دی، تو کسی کو روزگار ہی دلا دیا۔ اسی طرح امی جان نے علمی خدمت سکول کھول کر بھی کی اور قرآن کریم کی تعلیم دے کر بھی اور بہت سے بے گھروں کو گھر میں پناہ دے کر بھی کی مخلوق خدا کی خدمت کی۔

امی جان نے یتیم کو نہ صرف Adopt کر کے بلکہ اپنے گھر کا ایک اہم رکن بنا کر بھی خدمت خلق کی۔ آپ نے خدمت خلق رشتے کروا کر بھی کی اور بعض ٹوٹے رشتوں کو دوبارہ جڑوا کر بھی کی۔ آپ نے مریضوں کو دوا دلا کر بھی خدمت کی اور دعا دے کر بھی۔ آپ نے دعوت الی اللہ سے بھی خدمت کی۔ میری امی جان بہت مضبوط قوت ارادی کی مالک تھیں۔ جو ارادہ کر لیا وہ پورا کر کے چھوڑتیں۔ بہت باحوصلہ اور صبر کرنے والی تھیں۔ بہت ساری بیماریوں کے حملے کے باوجود وہ کبھی بھی اپنے آپ کو بیمار تسلیم نہیں کرتی تھیں۔ جب ان کا جسم بہت زیادہ کمزور پڑ گیا۔ اس وقت بھی ان کے ارادوں میں کوئی کمزوری نہیں آئی تھی۔ وہ 12 فروری 2011ء کو اپنے خدا کے پاس چلی گئیں اور ان کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ تمام احباب سے ان کے درجات کی بلندی، ان کی مغفرت اور ان کی نیکیاں ان کی نسل میں جاری رہنے کی عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

☆☆..........☆..........☆☆

اطلاعات و اعلانات

ولادت

مکرم ہمایوں طاہر صاحب معلم وقف جدید دانو داندال ضلع میرپور خاص تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو ایک بیٹے اور دو بیٹیوں کے بعد مورخہ 28 جولائی 2014ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کو فاران طاہر نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم محمد رمضان صاحب سابقہ صدر جماعت مظفر آباد ملتان کا پوتا اور مکرم عبدالرحیم گوپانگ پاروالا ضلع مظفر گڑھ کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم ملک خضر حیات صاحب دارالبرکات ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ مکرمہ صابراں بی بی صاحبہ بعمر 86 سال طویل عرصہ سے صاحب فراش ہیں شدید کمزوری کی وجہ سے بیٹھنے اور چلنے سے قاصر ہیں۔ علاج جاری ہے۔

اسی طرح خاکسار کی بھابھی مکرمہ مختار بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم ملک عمر حیات صاحب لاہور دماغ میں رسولی کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ کافی علاج کرانے کے باوجود مرض میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے عمر دراز سے نوازے۔ آمین

عطیہ چشم خدمت خلق ہے

مجلس نابینا کی بینائی

آنکھیں تو کروڑوں ہیں جو بیمار پڑی ہیں
ہر چند کہ دنیا میں مسیحائی بہت ہے
ہاں!! دل کی نگاہوں سے جو مہدی کو تلاشا
اس مجلس نابینا کی بینائی بہت ہے

اطہر حفیظ فراز

وضاحت

روزنامہ الفضل 21 جولائی 2014ء صفحہ 6 کالم نمبر 1 پر شائع ہونے والے ایک مضمون میں حضرت مسیح موعود کے نیلہ گنبد تشریف لانے کا ذکر ہے۔ اس حوالہ سے حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحب آف نیلہ گنبد کی روایت پیش خدمت ہے۔

ایک دفعہ 1902ء میں حضرت مسیح موعود میری دکان واقع نیلہ گنبد میں تشریف لائے۔ کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد دکان سے باہر ہی ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ پانی لاؤ۔ منشی محبوب عالم صاحب اور کئی اور احباب سوڈا واٹر لسی اور دودھ وغیرہ لائے مگر حضور نے فرمایا کہ ہم پانی پئیں گے جس پر پانی لاکر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

(لاہور تاریخ احمدیت از شیخ عبدالقادر (سابق سوداگرمل) صفحہ 308)

سانحہ ارتحال

❁ مکرم کنور ادریس صاحب کراچی تحریر کرتے ہیں۔

میرے برادر نسبتی مکرم انس فاروق چودھری صاحب ابن مکرم غلام اللہ چودھری صاحب مورخہ 15 جولائی 2014ء کو بوجہ ہارٹ اٹیک لاہور میں بعمر 63 سال وفات پاگئے۔ اسی دن آپ کی نماز جنازہ گلبرگ لاہور میں مکرم طاہر احمد ملک صاحب امیر ضلع لاہور نے پڑھائی اور ہانڈو گجر لاہور میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم اپنے والد کی طرح عاشق مسیح موعود تھے اور مدت سے اپنے والد کی وفات کے بعد لاہور مال روڈ پر پٹرول سٹیشن اور ورکشاپ چلا رہے تھے۔ جس کی ایمانداری پر کسی کو کوئی شک کی گنجائش نہ تھی۔ آپ نے چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں سے تین امریکہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے والد کی نیکیوں اور خوبیوں کو ہمیشہ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم کی اہلیہ مکرمہ فراست صاحبہ بنت مکرم شیخ محمد اقبال صاحب مخلص احمدی محترم شیخ محمد حنیف صاحب آف کوئٹہ کی بھتیجی ہیں۔ مرحوم کے دوسرے بہنوئی محترم جنرل محمود الحسن صاحب ملک کے مایہ ناز سرجن ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور سب پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

☆............☆............☆

معلوماتی خبریں
عالمی ذرائع ابلاغ سے

معذور افراد کے لئے بایونک سوٹ یہ اپنی نوعیت کا پہلا بایونک آلہ ہے جسے ''ری واک'' کا نام دیا گیا ہے۔ یہ روبوٹ سوٹ ہے اور زخمی ہونے والے برطانوی سپاہیوں کے لئے ایجاد کیا گیا تھا۔ اس سسٹم کے ساتھ توازن برقرار رکھنے کے لئے بیساکھیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ٹانگوں کو سہارا دینے کے لئے موٹر والا آلہ لگتا ہے، باڈی سینسرز ہیں۔ جیک پیک میں کمپیوٹرائزڈ کنٹرول باکس اور ری چارج ہونے والی بیٹریاں ہیں۔ کلائی پر ریموٹ کنٹرول بندھا ہوتا ہے اور استعمال کرنے والا اس کے ذریعے آلے کو ہدایت دیتا ہے کہ اب کھڑا ہونا ہے، بیٹھنا ہے، چلنا ہے یا سیڑھیاں چڑھنا ہے۔ اس ہدایت سے باڈی سینسرز فعال ہوتے ہیں۔ یوں روبوٹک ٹانگیں حرکت میں آ جاتی ہیں۔

(جیو شوبز 29 نومبر 2013ء)

سم بینڈ (Sim Band) گھڑی

سام سنگ نے سم بینڈ نامی ایک آلہ متعارف کروایا ہے جو نبض کی رفتار، جسم کا درجہ حرارت اور دیگر ایسی قیمتی معلومات فراہم کرے گا۔ اسے عام گھڑی کی طرح بازو پر پہنا جا سکے گا۔ یہ ڈیوائس خون میں آکسیجن کی مقدار اور جسم میں نمی کی مقدار کے متعلق بھی معلومات فراہم کرے گا۔

(روزنامہ پاکستان یکم جون 2014ء)

شمسی توانائی سے مشروبات ٹھنڈا کرنے والا کولر امریکی ماہرین نے ایک ایسا کولر متعارف کروایا ہے کہ جس کے اوپر والے حصہ میں سولر پینل نصب کیا گیا ہے۔ جو بجلی پیدا کر کے کولر کے اندرونی حصہ کو ٹھنڈا رکھتے ہیں۔ اس کے ذریعہ موبائل اور لیپ ٹاپ بھی چارج کرنا ممکن ہے۔

(جیو شوبز 27 جنوری 2014ء)

سائیکل پر دفتر آیئے، معاوضہ پایئے

فرانس کی حکومت نے سائیکل پر آنے والے افراد کو معاوضہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ اس اقدام کا مقصد فرانسیسی شہریوں میں صحت مند طرز زندگی کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ آلودگی میں کمی اور ایندھن کی بچت کرنا ہے۔ یہ منصوبہ آزمائشی طور پر 6 ماہ کے لئے شروع کیا گیا ہے۔ جس میں ابتدائی طور پر 20 کمپنیاں اور ادارے شامل ہیں۔ جن کے ملازمین کی کل تعداد 10 ہزار سے زائد ہے۔ یہ ادارے اور کمپنیاں اپنے ملازمین کو سائیکل پر دفتر آنے کی صورت میں فی کلومیٹر معاوضہ ادا کریں گے۔

(وائس آف امریکہ 3 جون 2014ء)

ہوا سے پانی بنانے والی مشین نیویارک ''واٹر جن'' نامی کمپنی نے ایک ایسی مشین تیار کی ہے۔ جو ہوا سے پانی تیار کرتی ہے۔ ہوا اس مشین کے اندر داخل ہوتی ہے۔ تو اس میں موجود نمی کو علیحدہ ایک ٹینک میں جمع کر دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک فلٹریشن کا نظام بھی ہے۔ جو پانی کو صاف ستھرا کر دیتا ہے۔ ماحول کے مطابق یہ مشین 200 سے 850 لیٹر پانی بنا سکتی ہے۔

(روزنامہ پاکستان 28/اپریل 2014ء)

دلچسپ کیلنڈر لندن میں ایک ایسا دلچسپ کیلنڈر تیار کیا گیا ہے۔ جس کا ورق تاریخ بدلنے کے ساتھ ہی جھڑ کر نیچے گر جاتا ہے اور نئی تاریخ کا صفحہ سامنے آ جاتا ہے۔ دراصل اس میں ایک ایسی خودکار چرخی لگی ہوئی ہے۔ جو مستقل طور پر گھومتی رہتی ہے اور چوبیس گھنٹے پورے ہونے پر صفحہ کو نیچے گرا دیتی ہے اور نئی تاریخ سامنے آ جاتی ہے۔

(روزنامہ پاکستان 19 مارچ 2013ء)

موبائل فون چارجر کی خصوصیت امریکہ کی بیٹری بنانے والی کمپنی نے ایک ایسا موبائل فون چارجر تیار کیا ہے جو ضرورت کے وقت گاڑی کی بیٹری کو چارج کرے گا۔ جمبر نامی اس چارجر کا وزن صرف 7 اونس اور لمبائی 14 سینٹی میٹر ہے۔ جبکہ یہ چھ ہزار ایم اے ایچ کے ہائی پاور کا حامل ہوگا۔ جو گاڑی کو بارہ وولٹ کی توانائی فراہم کر سکے گا۔

(روزنامہ پاکستان 29/اپریل 2014ء)

☆............☆............☆

ربوہ میں سحر و افطار 23 جولائی

انتہائے سحر	3:42
طلوع آفتاب	5:15
زوال آفتاب	12:15
وقت افطار	7:14

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

23 جولائی 2014ء

5:35 am	درس القرآن 26 جنوری 1998ء
7:05 am	الصیام
4:00 pm	درس القرآن
8:00 pm	دینی و فقہی مسائل Live

ضرورت ملازمہ

ایک مریضہ کی دیکھ بھال کیلئے گھر پر ایک Attendant کی ضرورت ہے۔ خواہشمند خواتین رابطہ کریں۔ معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ رابطہ: 0300-5351755

گاڑیاں اور جنریٹر برائے فروخت

2 عدد گاڑیاں + ایک عدد جنریٹر 5KV برائے فوری فروخت
1- ٹویوٹا کرولا GLi ماڈل 2010 رنگ سفید اسلام آباد رجسٹرڈ
2- Kia Grand Spotage ماڈل 2003ء رنگ سفید کراچی رجسٹرڈ
برائے رابطہ: 0321-7714755

FR-10

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

سیل سیل سیل
31/اگست 2014ء تک جاری ہے
مردانہ سوٹ ~~700~~ 500 شرٹ پیس لان ~~250~~ 200 پرنٹ کلاسک لان ~~850~~ 700 ۔ سٹار برکھا رشید کلاسک 3 پیس لان ~~1250~~ 950
سٹار گریس برکھا موہانی کرینکل ڈوپٹہ 4 پیس لان ~~1400~~ 1100
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ
0476-213155

کرسی پر بیٹھ کر صرف 1 منٹ کیلئے میجک سٹک پکڑیں اپنا Body Analysis بذریعہ کمپیوٹر حاصل کریں۔
بلحاظ قد وزن جسم اور پیٹ پر چربی کی مقدار HIP/WAIST تناسب کی صورتحال
BM1 اور BMR بازوؤں اور ٹانگوں میں توازن کی کیفیت وٹامنز کی کمی بیشی
معدنیات MINERALS کی صورتحال یہ سب WHO کے مقرر کردہ معیار کے مطابق حاصل کریں
FINE & THE BEST FB
F.B ہومیو سنٹر فار کرانک ڈیزیز طارق مارکیٹ ربوہ
0300-7705078

وردہ فیبرکس (یہ آفر عید تک جاری رہے گی)
وردہ عید کولیکشن بوتیک سوٹ، بوتیک شرٹس، کرنکل دوپٹہ لان 4P ٹراوزر، ٹائٹس، نیز دوپٹوں کی بے شمار ورائٹی دستیاب ہے۔ گھر میں پہننے کے لئے لان کے کرتے =/400 روپے میں حاصل کریں۔
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
0333-6711362